86ھ حجاج بن یوسف والی عراق نے یزید کو معزول کر کے قتیبۃ بن مسلم باہلی کو خراسان کا عامل مقرر کر دیا۔

89ھ افغانستان کے راستے جواں سال سپہ سالار محمد بن قاسم الثقفی رحمہ اللہ مجاہدین اسلام کا لشکر لے کر برصغیر پہنچے۔مکران فتح کیا اور 94ھ تک سندھ سے ملتان تک کا سارا علاقہ فتح کیا اور دعوتِ اسلام کی داغ بیل ڈالی۔(اسرار الرحمٰن بخاری: تاریخ اسلام ۲/۶۲)۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک موقع پر فرمایا:''پاکستان اس وقت معرضِ وجود میں آیا تھا جب اسلام کے مجاہد کا پہلا قدم یہاں پڑا تھا۔''

91ھ والی خراسان قتیبۃ بن مسلم باہلی علیہ الرحمۃ نے طالقان، بلخ، فاریاب اور جوزجان کو فتح کیا اور اسلامی حکومت کے زیر انتظام لایا۔

افغانستان کے بعض علاقوں کی بار بار فتح سے متعلق ڈاکٹر عبدہ یاسین یوں تجزیہ کرتے ہیں:''مشرقی ممالک کے لوگ وقفے وقفے سے اپنا عہد توڑ ڈالتے تو عساکر اسلام دوبارہ ان کی گوشمالی کرتے اور فتح کر کے چلے جاتے۔آنکھ مچولی کا یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا تا آنکہ ان خطوں پر مکمل کنٹرول خلیفہ ولید بن عبدالملک کے ایام سلطنت میں حاصل ہوا۔(مذکرہ/۱۳)

بنوامیہ کے عہد حکومت میں بلاد محروسہ منظم طریقے سے تحصیلوں،ضلعوں اور صوبوں میں منقسم تھے۔خراسان، سجستان، کرمان، کابل، ماوراء النہر، سندھ اور پنجاب کے بعض علاقے،کوفہ، بصرہ، عمان اور بحرین، صوبہ عراق کے ماتحت ہوتے تھے۔والی (گورنر) سال کا کچھ حصہ کوفہ میں اور کچھ حصہ بصرہ میں گزارتے۔کوفہ عراق کا ہیڈ کوارٹر تھا۔خراسان اور بلاد ماوراء النہر پر الگ عامل (نائب گورنر) مقرر ہوتا تھا جس کا ہیڈ آفس مرو میں تھا۔

اسی طرح بحرین وعمان والی بصرہ کے ماتحت ہوتا۔سندھ و پنجاب کا نائب گورنر الگ ہوتا۔یہ تمام عمال اور والیان والی عراق کے سامنے جوابدہ ہوتے تھے۔کبھی خراسان کا والی الگ مقرر ہوتا جو براہ راست خلیفہ کے سامنے جوابدہ ہوتا تھا۔(مذکرہ/۵۱)

خراسان بانی تحریک خلافت عباسیہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا مرکز دعوت تھا۔یہیں اس نے نقباء (نمائندوں) اور دعاۃ کا نیٹ ورک پھیلا دیا۔یہ علاقہ تحریک خلافت عباسیہ کے لیے زرخیز خطہ ثابت ہوا۔

130ھ ابومسلم خراسانی نے بنوامیہ کے والی نصر بن سیار کو شکست دی اور مرو پر قابض ہوا۔پھر اس نے قرطبہ بن شبیب طائی کو نصر بن سیار سے لڑنے نیشاپور بھیجا۔نصر نے شکست کھائی اور پھرتے پھراتے بالآخر 85 برس کی عمر میں بمقام ساوہ وفات پائی۔اس کے ساتھ ہی مکمل خراسان ابومسلم کا تابع ہوا۔(مذکرہ/۶۹)۔افغانستان، ماوراء النہر وغیرہ کے علاقے عباسی دور میں ان کے ماتحت حکومتوں کی عملداری میں رہا اور طوائف الملوکی کا شکار بھی ہوا۔ (جاری ھے)

☆☆☆☆☆

حقوق انسانی، قسط:3

اسلام کے انسانیت پر احسانات

میاں انوار اللہ

(5) **وسعت نظر:** دین اسلام اپنے پیروکاروں کو جامِ توحید پلا کر ان میں بالغ نظری اور وسعت نظر کی صفات پیدا کرتا ہے۔ جیسے ہی ایک انسان اللہ کو اپنا خالق و مالک مانتا ہے رب السموات والارض پر یقین محکم کرتا ہے۔ تو اس کی بدولت اللہ کی ہر مخلوق کے ساتھ حسنِ سلوک کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ ایک فاحشہ عورت نے موت کے مارے پیاسے کتے کو اپنے موزے اور دوپٹے سے پانی نکال کر پلایا تو اللہ ''ستار العیوب وغفار الذنوب،، نے اس کے گناہ معاف کر دیے۔ یہ تصور توحید کی بدولت وسعت نظر کا فیضان ہی ہے کہ ہم ایک ہی مالک کی ملکیت اور ایک ہی شہنشاہ کے مملوک ہیں۔ اسی وسعت نظر کی بدولت صحابہ کرام کو اللہ نے اپنی رضا کا سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے ﴿رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ﴾ (البینة:۸) ''اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔،، زہے نصیب!

جنگ یرموک میں تین صحابہ کرام عکرمہؓ بن ابی جہل، سہیلؓ بن عمرو اور حارثؓ بن ہشام رضی اللہ عنہم زخموں سے چور عالم نزع میں ہیں۔ پیاس کی شدت سے پانی مانگا۔ پانی لے کر ایک آدمی (یہ شخص ان تینوں میں کسی کا بھائی تھا جو اس کی تلاش میں آیا تھا) عکرمہؓ کے پاس پہنچا، جیسے ہی عکرمہ نے پیالہ ہاتھ میں لیا قریب پڑے ہوئے سہیلؓ نے بھی پانی مانگا۔ عکرمہؓ نے بغیر پیے وہ پیالہ سہیلؓ کو دینے کا اشارہ کیا۔ سہیلؓ نے پیالہ تھاما ہی تھا کہ قریب پڑے ہوئے حارثؓ نے پانی مانگا۔ سہیلؓ نے بغیر پیے پانی کا پیالہ حارثؓ کو منتقل کر دیا۔ اسی اثنا میں عکرمہؓ نے پھر پانی مانگا۔ حارثؓ نے وہی پیالہ عکرمہ کو بھجوا دیا۔ جب پیالہ عکرمہؓ کے پاس پہنچا تو وہ سفر آخرت پر جا چکے تھے۔ پانی دینے والا پھر سہیلؓ کے پاس پہنچا تو وہ بھی مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ چکے تھے۔ ساقی پھر حارثؓ کے پاس پہنچا تو وہ بھی اللہ کے حضور جا چکے تھے۔ دیکھا آپ نے! جان کنی کے عالم میں بھی دوسرے ساتھی کو خود پر ترجیح دی۔ یہ وسعت نظر صرف اور صرف ''لا الہ الا اللہ'' کی مرہون منت ہے۔

(6) **خودداری اور عزت نفس:** ۔اسلام انسان میں بدرجہ اتم خودداری اور عزت نفس پیدا کرتا ہے۔ مسلمان جانتا ہے کہ اس ذات واحد کے علاوہ کوئی بھی نفع ونقصان نہیں دے سکتا، زندگی وموت اسی کے بس میں ہے ﴿الذین یؤمنون بالغیب﴾ (البقرة:۳) یہ عقیدہ انسان کو تمام طاقتوں اور قوتوں کے خوف سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ کیونکہ دل میں اللہ کی بڑائی کا سکہ جما ہوتا ہے ﴿قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من

تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر ۞﴾ (آل عمران:۲۶) ''اے حبیب ﷺ کہہ دیجیے: اے میرے معبود برحق! اے تمام جہانوں کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس کو چاہے ذلت' تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' ﴿تولج اللیل فی النھار وتولج النھار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب ۞﴾ (آل عمران:۲۷) ''تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے، جسے چاہے تو بے شمار روزی دیتا ہے۔'' موسمی تغیرات، رات اور دن کا باری باری لمبا اور چھوٹا ہونا عظمت الٰہیہ کی نشانیاں ہیں۔ بے جان نطفہ زندہ انسان سے نکلتا ہے پھر اس سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ ایسے ہی مردہ انڈے سے مرغی اور پھر زندہ مرغی سے انڈہ پیدا ہوتا ہے۔ کافر سے مؤمن اور مؤمن سے کافر پیدا ہوتا ہے۔

﴿یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لایعلمون ۞﴾ (المنافقون:۸) ''یہ (منافقین) کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو عزت والا (باشندے) وہاں سے ذلت والے (پردیسیوں) کو نکال دے گا۔'' (یہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہا تھا، جو اپنے آپ کو اور دوسرے منافقین کو عزت والا سمجھ بیٹھا تھا) ''سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے' اس کے رسول ﷺ کے لیے اور ایمان داروں کے لئے ہے۔ لیکن یہ منافق نہیں جانتے۔'' اللہ پاک نے حقیقت بیان کر کے اس خبیث کو ذلیل وخوار کیا۔

تاریخ عالم شاہد ہے کہ اللہ نے رضائے الٰہی کے ساتھ دنیاوی کامیابی اور شان وشوکت بھی اہل ایمان کو عطا فرمائی۔

(7) انکساری: مومن خود دار ہوتا ہے، تکبر سے اسے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ اس پر عہدے، دولت، قوت اور قابلیت کا غرہ کبھی سوار نہیں ہوتا۔ وہ بخوبی جانتا ہے کہ یہ جس اللہ کریم کی کرم نوازی ہے وہی اسے مجھ سے چھیننے پر بھی قادر ہے۔ یہی دین اسلام کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے انسانوں میں انکساری کو پروان چڑھایا۔ انکساری کسی بھی معاشرے کا سرمایہ افتخار ہے۔ دیکھیے! پھل دار درخت کی ٹہنیاں پھلوں کے بوجھ سے اللہ کے حضور شکرانے میں جھکی رہتی ہیں۔ جبکہ غیر پھلدار درختوں کی شاخیں تنی ہوتی ہیں۔ اللہ کریم نے قرآن مجید میں اس صفت کے حامل انسانوں کی کیسے مدح فرمائی ہے ﴿وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما ۞﴾ (الفرقان:۶۳) ''رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں اور جب جہالت کے مارے لوگ ان سے خطاب کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ''سلام ہے'' آیت مبارکہ میں جو لفظ ''سلام'' آیا ہے اس کا مطلب السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) قطعاً نہیں ہے۔ بلکہ مطلب اعراض اور ترک بحث ہے۔ اہل ایمان جہلاء سے الجھتے نہیں ہیں بلکہ ایسے

موقعوں پر اعراض و گریز کی پالیسی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بے فائدہ بحث سے اپنا دامن بچا لیتے ہیں۔

بالفاظ ذوالقرنین

(8) طہارت اور احساس جوابدہی: اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے ﴿**واما من امن وعمل صالحا فله جزاء الحسنى وسنقول له من امرنا يسرا**﴾ (الکہف: ۸۸) ''ہاں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے تو بدلے میں بھلائی ہے اور ہم اسے اپنے کام میں بھی آسانی ہی کا حکم دیں گے۔'' اعمال صالحہ کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ اللہ عادل و منصف ذات جنت کی خوشخبری اور دوزخ کا عذاب سنا کر مسلمان کو اعمال صالحہ کرنے اور اعمالِ طالحہ سے رک جانے پر ابھارتا ہے۔ یہی جذبہ انسان میں طہارت اور اللہ کے حضور احساسِ جوابدہی کا پیش خیمہ بنتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کا طرز عمل اس کے الٹ ہے۔ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو جبکہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''نعوذ باللہ'' اللہ کے بیٹے مان کر توحید کے بخیے ادھیڑ دیے اور شرک کے بحر ظلمات میں ڈبکیاں کھانے لگے۔ پھر اپنے زعم باطل میں یہ عقائد گھڑ لیے کہ ہم اللہ کے پیارے ہیں، ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔

قرآن کہتا ہے ﴿**وما اموالكم ولا اولادكم بالتي تقربكم عندنا زلفى الا من امن وعمل صالحا فاولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم في الغرفات امنون**﴾ (سبأ: ۳۷) ''اور تمہارے مال اور اولاد ایسی چیزیں نہیں کہ تمہیں ہمارے پاس (مرتبوں میں) قریب کر دیں۔ ہاں جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کے لیے ان کے اعمال کا ڈبل اجر ہے اور وہ مطمئن و بے خوف ہو کر بالا خانوں میں رہیں گے۔'' حدیث نبوی میں ہے ''اللہ تمہاری شکلیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔'' (صحيح مسلم كتاب البر باب تحريم ظلم المسلم)

دین اسلام میں نماز، تلاوت قرآن وغیرہ کے لیے طہارت فرض ہے جس کی شکلیں استنجا، وضو اور غسل ہیں۔ جسم کے پوشیدہ حصوں کی صفائی بھی اسی میں آ جاتی ہے، جسے فطرتی احکام میں شمار کیا گیا ہے۔ زبردستی پاخانہ پیشاب روک کر نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

(9) بلند حوصلگی:۔ اسلام نے انسان کو بلند حوصلگی کی نعمت دی ہے۔ مومن کا ایمان اللہ پر ہے۔ جو زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے۔ جس کی قوت بے حد و حساب ہے۔ اس سے دل لگا کر وہ ہمیشہ پُر امید رہتا ہے خواہ دنیا کے تمام دروازوں سے ٹھکرا دیا جائے، تمام اسباب کا رشتہ بھی چاہے ٹوٹ جائے، پھر بھی اللہ وحدہ لاشریک کا سہارا آگے بڑھ کر اسے تھام لیتا ہے اور زندگی میں انسان باطل کی بڑی سے بڑی قوت سے ٹکرا جاتا ہے۔ قرآن سنیے: ﴿**قال امنتم به قبل ان اذن لكم انه لكبيركم الذي علمكم السحر فلأقطعن أيديكم وأرجلكم من خلاف ولأوصلبنكم في جذوع النخل ولتعلمن اينا أشد عذابا وأبقى ۝ قالوا لن نؤثرك على ما جآءنا من البينٰت والذي فطرنا**